آل عمران : 23

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ وَهُم مُّعْرِضُونَ

(کیا آپ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جنھیں کتاب [کے علم] میں سے کچھ حصہ ملا ہے۔ انھیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے، پھر اُن میں سے ایک فریق [حق سے] اعراض کرتے ہوئے منہ پھیر لیتا ہے۔)

شانِ نزول: تورات میں شادی شدہ زانی مرد اور عورت کے لیے واضح طور پر رجم کا حکم موجود تھا۔ پہلے تو اُن کے علماء نے یہ کام کیا کہ جب کوئی شریف اور مالدار یا عزت والا آدمی زنا کرتا تو مختلف شرعی حیلوں سے اس کی سزا کو ختم کر دیتے اور غریبوں پر حد جاری کرتے۔ بعد میں انھوں نے سب طرح کے لوگوں کے لیے ایک درمیانی راہ نکالی اور یہ طے کیا کہ زانی کی سزا ہی ایسی مقرر کی جائے جو سب کے لیے ایک جیسی ہو اور وہ سزا یہ تھی کہ زانی مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا، اُس کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کر کے اُسے بستی کے گرد پھرایا جائے۔

ایک دفعہ نبیؐ کے دور میں یہ واقعہ ہوا کہ ایک مالدار یہودی نے ایک یہودن سے زنا کیا۔ یہ دونوں شادی شدہ تھے۔ اُن کا مقدمہ نبیؐ کی عدالت میں اِس مقصد سے یہودیوں نے پیش کیا کہ شاید اس طرح یہ زانی رجم سے بچ جائیں گے۔ آپؐ نے یہود کے علماء سے پوچھا: تم اللہ کی کتاب (تورات) میں ایسے لوگوں کے لیے کیا سزا پاتے ہو؟ وہ فوراً کہنے لگے کہ ہم تو اُن کا منہ کالا کر کے اُنھیں گدھے پر سوار کر کے پھراتے ہیں۔

عبداللہ بن سلامؓ نے (جو یہود کے علماء میں سے تھے اور اسلام لا چکے تھے) رسولؐ سے کہا یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں۔ انھیں کہیئے کہ اللہ کی کتاب لاؤ۔ چنانچہ تورات لائی گئی۔ پڑھنے والے نے رجم کی آیت پر ہاتھ رکھ کر اُسے چھپا دیا اور آگے پیچھے سے پڑھنے لگا۔ عبداللہ بن سلامؓ کے کہنے پر رسولؐ نے اُن سے ہاتھ اٹھانے کو کہا تو نیچے رجم کی آیت تھی۔ اِس طرح جب اُن علماء کی چوری پکڑی گئی تو وہ وہاں سے نکل گئے۔

اِس آیت میں ایسے ہی یہودی علماء کے بارے میں بتایا گیا۔ اب مقدمہ کا فیصلہ ابھی باقی تھا۔ چنانچہ آپؐ نے اُس یہودی اور یہودن کو سنگسار کروا دیا۔

شروعات میں زانی کی سزا ہمارے دین میں رجم نہیں تھی بلکہ زانی عورت پر چار گواہ ملنے پر اُسے گھر میں قید کرنے کا حکم تھا۔ یہود رسولؐ کے پاس فیصلے کے لئے آئے تاکہ کچھ تخفیف ملے۔ اِسی طرح جب نبیؐ مدینہ تشریف لائے تب تین فریقوں (مہاجرین، انصار اور یہود) کے درمیان ایک معاہدہ ہوا تھا جسے میثاقِ مدینہ کہا جاتا ہے۔ اِس معاہدے کے مطابق رسولؐ کو ریاست کا سربراہ (Head of the State) قرار دیا گیا۔ اسی لئے سبھی (مسلمان، یہود وغیرہ) اپنے جھگڑوں کے فیصلے رسولؐ کے پاس لایا کرتے تھے۔ پھر رسولؐ اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلے کرتے اور یہود کے فیصلے تورات کے مطابق کرتے۔ لیکن یہودیوں نے تورات میں کئی تبدیلیاں کی تھی۔ یہودی علماء لوگوں کی مرضی کے مطابق فتوے دے کر لوگوں سے مال حاصل کرتے تھے اِسطرح اللہ کی آیات کو بیچتے تھے اور دین کو بدل دیتے تھے۔ کسی کو سزا سے بچانا چاہتے تو اُس حکم کو چھپا دیتے۔

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيبًا مِّنَ الْكِتَابِ (کیا تم نے نہیں دیکھا اُن کی طرف جو دیئے گئے ایک حصہ کتاب میں سے)

أَلَمْ تَرَ (ر ء ی): کیا تم نے نہیں دیکھا! یہاں تعجب کا بھی اظہار ہے کہ یہود جو اپنی کتاب کو صحیح مانتے ہیں وہ خود اپنی ہی کتاب کے حکم کو نہیں لینا چاہتے! اُسے نظرانداز کرتے ہیں!

عربی زبان میں **الرُّؤْيَة** آنکھوں سے دیکھنے کے لیے بھی آتا ہے اور وہم و خیال میں دیکھنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ اِسی طرح عقل و بصیرت سے کسی چیز کا ادراک کرنے یا کسی چیز کے متعلق غور و فکر اور اندیشہ محسوس کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

اِسی لئے قرآن میں کئی باتیں ایسی ہیں جو رسولؐ نے اپنی آنکھوں سے تو نہیں دیکھے لیکن کہا گیا کہ "کیا تم نہیں دیکھا"۔ مثلاً أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِأَصْحَابِ الْفِيلِ (کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ آپ کے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟) حالانکہ اُس واقعہ کے وقت رسولؐ پیدا بھی نہیں ہوئے تھے۔ تو وہاں مطلب یہ ہے کہ "کیا تم نے غور و فکر کیا؟"

ہم اردو زبان اور دوسری زبانوں میں بھی اِسطرح کے معنی میں بھی "دیکھنے" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اِس آیت میں کچھ علماء نے "غور و فکر" کے معنی لیا ہے اور کچھ علماء نے "آنکھوں سے دیکھنے" کے معنی میں لیا ہے۔ کیونکہ اِس آیت کے شانِ نزول میں جو حدیث ہے وہ رسولؐ کے دور میں واقع ہوئی تھی۔

نَصِيب (ن ص ب) ← گاڑھنا۔ اِسی سے معنی ہے مقرر حصہ (جو حصہ مقرر/معین ہو)، کچھ حصہ

الْكِتَاب ← تورات یا آسمانی کتابوں کا مجموعہ یعنی ساری آسمانی کتابوں میں سے کچھ حصہ تورات کی شکل میں کچھ لوگوں [یہودیوں] کو ملا تھا۔

یہاں اشارہ یہود کے علماء کی طرف ہے جو تورات کا کچھ نہ کچھ علم رکھتے تھے۔

يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ

(جب انھیں اللہ کی کتاب کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے پھر اُن کا ایک گروہ منہ پھیر لیتا ہے)

يُدْعَوْنَ (د ع و): (مضارع مجہول - جمع مذکر غائب) یعنی وہ بلائے جاتے ہیں یا وہ بُلائے جائیں گے۔

يُدْعَوْنَ إِلَىٰ كِتَابِ اللَّهِ یہ حال ہے (گرامر کے حساب سے) کتاب کا ایک حصّہ (تورات) انھیں دیا گیا اور انھیں اللہ کی کتاب یعنی قرآن یا تورات کے اُس حصے کی طرف جو انھوں نے چھپایا تھا، بُلایا جاتا ہے۔

لِيَحْكُمَ (ح ک م): تاکہ وہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے۔

کچھ علماء نے کہا کہ "وہ" سے مراد اللہ ہے یعنی "تاکہ اللہ اُن کے درمیان فیصلہ کرے" جبکہ کچھ علماء نے کہا کہ اِس سے مراد کتاب ہے یعنی "تاکہ اللہ کی کتاب اُن کے درمیان فیصلہ کرے"۔ ویسے بھی کتاب کا فیصلہ وہی ہے جو اللہ کا فیصلہ ہے۔

یہود کو اللہ کی کتاب (تورات اور قرآن) کی طرف بُلایا جاتا ہے اور بُلانے والے نبیؐ ہے۔ تاکہ اللہ کی کتاب اُن کے جھگڑوں یا اختلاف کا فیصلہ کرے۔ اُن کے اختلافات کو اللہ کی کتاب دُور کرے۔

ثُمَّ ظرفِ زمان یعنی کچھ دیر کے بعد کے لیے آتا ہے اور ظرفِ مکان کے لیے بھی آتا ہے۔

رجم کی سزا جاننے کے باوجود وہ اُس سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ یہود کی پہلے سے ہی یہ عادت رہی کہ وہ اپنی ہی کتاب کے کچھ حصے کو مانتے تھے اور کچھ حصے کو نہیں مانتے تھے۔ اُن کا اپنی کتاب پر بھی پورا ایمان نہ تھا۔

اِس آیت کا یہ ایک خاص معنی لیا گیا اور ایک عام معنی بھی لیا گیا۔ **اللہ کی کتاب** سے مراد اگر تورات کی طرف بلایا جانا معنی لیا جائے جیسا کہ اِس آیت کے شانِ نزول سے پتہ چلتا ہے تو یہ خاص معنی لیا گیا۔ اور اگر **اللہ کی کتاب** سے مراد قرآن لیا جائے تو یہ عام معنی ہے۔ یعنی جو کچھ قرآن میں ہیں اُسے وہ نہیں مانتے حالانکہ وہ اپنی کتابوں کے ذریعے جانتے ہیں کہ قرآن حق ہے لیکن وہ یہ باتیں چھپاتے ہیں۔ اور یہ ساری باتیں چھپانے والے اُن کے علماء ہوتے تھے۔ اُن کی عوام کو یہ ساری باتیں پتہ نہیں تھی کیونکہ عوام اللہ کی کتاب کا علم حاصل نہیں کرتی تھی۔ عوام اپنے سارے مسئلوں کا حل اُن کے علماؤں سے ہی پوچھتی تھی۔ اور علماء لوگوں کے مرضی کے مطابق حل بتاتے تھے تاکہ لوگ ناراض نہ ہو۔

يَتَوَلَّىٰ فَرِيقٌ مِّنْهُمْ یہاں **فریق** سے مراد یہود کے علماء ہیں۔ لیکن سارے علماء نہیں بلکہ اُن علماء میں سے کچھ کیونکہ **مِّنْهُمْ** کہا گیا۔ یعنی دورِ نبوی میں یہود کے جو علماء اس وقت موجود تھے اُن کی طرف اشارہ کیا گیا۔ لیکن سارے لوگ ویسے نہیں ہوتے۔ وہ حق کو نہیں چھپاتے اور حق میں تبدیلی نہیں کرتے۔ اور انصاف بھی کرتے ہیں۔

الاعراف: 159 ← وَمِن قَوْمِ مُوسَىٰ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ

(اور موسیٰؑ کی قوم میں ایک جماعت ایسی بھی ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتی ہے اور اُسی کے مطابق انصاف بھی کرتی ہے۔)

قرآن کا انداز تعصب پر مبنی نہیں ہے کہ ایک یا کچھ لوگوں کی غلطی کی وجہ سے پوری قوم کو غلط کہا جائے۔ بلکہ جو بُرا کرتا ہے اُسی کو بُرا کہا گیا اور جو اچھا کرتا ہے اُسے اچھا کہا گیا۔ لیکن آج لوگ ایک بُرے شخص کی وجہ سے ساری قوم کو بُرا کہتی ہے۔ حالانکہ سب ویسے نہیں ہیں۔ کسی بھی دین میں چند لوگ ہو سکتے ہیں جو خرابی پیدا کرے، اُنکی سزا سب کو نہیں دینا چاہیئے۔

یاد رہے! اللہ کی ہدایت پہلے دن سے ہی ایک ہی طرح سے ہر قوم کے پاس آتی رہی۔ یعنی آدمؑ سے محمدؐ تک سارے پیغمبروں کو ایک ہی تعلیم (یعنی توحید کی تعلیم) دی گئی تھی۔ شریعت یا قانون میں کچھ نہ کچھ فرق رہا ہے۔ اِسی لئے الہامی ادیان میں تحریف کے باوجود بھی بہت سی مشابہت ہیں کیونکہ اصل ایک ہے۔ اِس وجہ سے جو بھی اہلِ علم ہیں وہ ہر دور میں حق کو پہچان لیتے ہیں۔ آج بھی اہلِ کتاب کے علماء یہ جانتے ہیں کہ قرآن میں جو بھی باتیں ہیں وہ وہی ہیں جو انکی کتابوں میں ہیں۔ ویسے بھی قرآن پہلی کتابوں کی تصدیق کرتا ہے۔ اِن مشابہت کی بنیاد پر یہ ایک پہچانی ہوئی بات ہے کہ رسولؐ جو کچھ فیصلہ کر رہے ہیں وہ وہی ہیں جو ہمیں پہلے بتائی گئی تھی۔ چونکہ اُن کے دل حق کو قبول نہیں کرنا چاہتے تھے اس لیے وہ خود کو بدلنا نہیں چاہتے، کتاب کو بدل دیتے ہیں۔ اللہ کے احکامات پر وہ عمل نہیں کرنا چاہتے۔

وَهُم مُّعْرِضُونَ (اور وہ ہے ہی اعراض کرنے والے)

مُّعْرِضُونَ (ع ر ض): (اسم فاعل) منہ موڑنے والے، اعراض کرنے والے

اِس سے پہلے **يَتَوَلَّىٰ** (وہ منہ پھیرتے ہیں) آیا تھا۔ اب یہاں **مُّعْرِضُونَ** (وہ منہ موڑنے والے ہیں) آیا ہے۔ یعنی دوبار منہ پھیرنے کی بات کی گئی۔ اِس کی کئی حکمتیں علماء نے بیان کی ہیں۔ ایک حکمت یہ ہے کہ **يَتَوَلَّىٰ** ان کی موجودہ حالت کو بیان کرتا ہے کہ جب اُن کے سامنے فیصلہ رکھا گیا تو وہ منہ موڑ گئے۔ اور **وَهُم مُّعْرِضُونَ** ان کی مستقل حالت کا بیان ہے کہ وہ ہے ہی ایسے (وہ تو ہمیشہ ہی ایسے کرتے رہے)۔

Compiled by: Bint A. Shakoor
(As-Saajidoon)